مَناقِبِ آلِ مُحمّدؐ

مجموعۂ مناقب



نجّم مظفّرنگری

مجموعۂ مناقب

مَنَاقِبِ آلِ مُحمّدؐ

نجم مظفرنگری

مَناقِبِ آلِ مُحمّدؐ

نام کتاب	: مناقبِ آلِ محمدؐ
شاعر و مصنّف	: نجمؔ مظفرنگری
سن اشاعت	: ۲۰۱۸ء
تعداد	: چار سو
خوش نویس	: ایاز احمد طالبؔ
طباعت	: جے سی آفسیٹ پرنٹنگ پریس
ضخامت	: صفحات ۱۲۸
اعزازیہ	: ۲۰۰ روپیہ
پتا	: ۱۷۶، قدوائی نگر، طبل شاہ روڈ، مظفرنگر

'Munaqib-e-Aal-e-Muhammad'

(The Collection of Manqabat)

By Najm Muzaffarnagari
176, Qidwai Nagar, Tabal Shah Road
Muzaffarnagar (U.P.) 251001
Ph: 9897042648

انتساب

مناقبِ آلِ محمدؐ کو میں اپنی اہلیہ سیّدہ اظہار فاطمہ زیدی کے نام معنون کرتا ہوں۔ باری تعالیٰ بطفیلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

نجم مظفرنگری

اپنی بات

ناظرینِ کرام! میرا پانچواں مجموعۂ کلام ''مناقبِ آلِ محمدؐ'' کے عنوان سے آپ کے پیشِ نظر ہے۔اس میں میں نے اہلِ بیت اطہار علیہ السلام کے سلسلے میں منقبتیں شامل کی ہیں جو مختلف اوقات میں کہی ہیں اور محفلوں میں پڑھی بھی ہیں، عقیدتمند حضرات یقیناً ان سے محظوظ ہوں گے۔ دراصل یہ میری دلی خواہش تھی کہ میں اس کتاب کو دستاویز کی حیثیت سے تیار کرا کے پیشِ خدمت کروں لیکن افسوس کہ میں تین برسوں سے آنکھوں کی بینائی چلے جانے کی وجہ سے اپنی اس خواہش کی تکمیل نہ کر سکا، ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دوں کہ میری بدقسمتی یہ رہی کہ میرے چند احباب میری درخواست کے باوجود ایفائے وعدہ نہ کر سکے اور میں اپنی اس خواہش کو پورا نہ کر سکا۔

محترم حضرات میری عقیدتوں کا یہ مجموعہ ''مناقبِ آلِ محمدؐ'' پیشِ نظر ہے اس میں اگر کتابت، طباعت کی کچھ خامیاں رہ گئیں ہوں تو معاف فرمائیں اور میرے لئے دعاء فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آلِ محمدؐ کے طفیل میں میری آنکھوں کی بینائی اور صحت بحال فرمائے، آمین!

طالبِ دعاء
نجم مظفرنگری

حمد باری

الفاظ میں اِظہارِ ثنا ہو نہیں سکتا
بندے سے کبھی شکرِ خدا ہو نہیں سکتا

وہ قادرِ مطلق ہے وہی مالک و مولا
معبود کوئی اس کے سوا ہو نہیں سکتا

پتا کوئی ہلتا نہیں بن اس کے اِشارے
مختار ہے وہ چاہے تو کیا ہو نہیں سکتا

ہیں لوح و قلم اُس کے وہ ہے کاتبِ تقدیر
تبدیل کبھی اُس کا لکھا ہو نہیں سکتا

انساں کو فضیلت کا شرف اُس نے دیا ہے
حق اس کی نوازش کا ادا ہو نہیں سکتا

وہ قائم و دائم ہے ازل کیا ہے ابد کیا
ہر شے کو فنا ہے وہ فنا ہو نہیں سکتا

اے نجم بجا لاتا ہے احکام جو اُس کے
رُسوا وہ کبھی روزِ جزا ہو نہیں سکتا

حمد باری تعالیٰ

اے خالقِ کونین ترے لطف و کرم کی
تمہید بھی لکھے یہ کہاں تاب قلم کی

پایا ہے کسی نے تجھے وسعت میں حرم کی
دیکھا کسی نے تجھے صورت میں صنم کی

سب دیکھ رہے ہیں تری رحمت کے کرشمے
تخلیق تجھی سے ہوئی موجود و عدم کی

مخلوق کی خدمت کو مہ و مہر بنائے
دُنیا کو عطا کی ہے ہوا باغِ اِرم کی

کی عقل کو تفہیم عطا ، دِل کو محبت
انجام خوشی لکھ دیا تقدیر میں غم کی

انسان تباہی کی طرف دوڑ رہا ہے
تو کھینچ نہ طناب ابھی ابرِ کرم کی

ہر کثرت وقلت پہ ہے تو قادر و حاوی
توقیر بڑھاتا ہے کہیں بیش سے کم کی

انساں کو پتہ جادۂ منزل کا بتایا
یہ دین ہے تیرے ہی رسولوں کے قدم کی

رُسوا کسی عالم میں نہ ہو مجرم سیہ کار
معبود نہ کھل جائے کوئی بات بھرم کی

نعت رسولؐ

مل جائے جسے سایہ ٔ دامانِ محمدؐ
وہ کیوں نہ دِل وجاں سے ہو قربانِ محمدؐ

عالم کو عطا کر دیئے جینے کے سلیقے
احسان ہے اللہ کا احسانِ محمدؐ

انسان اگر چاند پہ پہنچا تو عجب کیا
پہنچے ہیں سر عرش یہ تھی شانِ محمدؐ

دنیا میں کوئی اس کا بدل ہو نہیں سکتا
جس قوم کا دستور ہے قرآنِ محمدؐ

تاریخ مساوات کے اوراق اُلٹیے
ہو جائے گا خود آپ کو عرفانِ محمدؐ

دیتا ہے یہی کلمۂ طیب بھی شہادت
فرمانِ خداوند ہے فرمانِ محمدؐ

للچا نہ سکی آپؐ کو آرائش باطل
تھا مرضیٔ مولا ہی پہ ایمانِ محمدؐ

دُشوار نہیں اُن کے لئے منزلِ ہستی
جو ہو گئے آسودۂ عرفانِ محمدؐ

آقا کی شفاعت کا یقیں ہے سرِ محشر
یوں نجم ازل سے ہے ثناخوانِ محمدؐ

شانِ اهلبیت

سُرخرو کیوں کر نہ ہوں وابستگانِ اہلبیت
دیکھئے قرآن سے ثابت ہے شانِ اہلبیت
آیۂ تطہیر سے عظمت کا عقدہ کھل گیا
کھا گئے ہیں مات خود ہی دشمنانِ اہلبیت

فرشتوں تک کو بھی نانِ جویں اُس گھر سے ملتا ہے
کہ جس نے جو بھی مانگا خانۂ حیدر سے ملتا ہے
کوئی باب المراد آ کر کبھی خالی نہیں پلٹا
یہی وہ در ہے حاجتمند کو جس در سے ملتا ہے

ولادتِ مولیٰ علیؑ

سرگوشیاں تھیں جس کی تاروں کی انجمن میں
موضوعِ گفتگو تھا جو سرو اور سمن میں
سوسن یہ لب کشا تھی مرغانِ خوش دہن میں
اِک گل ابھی کھلے گا اِسلام کے چمن میں

خوشبو سے جس کی عالم جنت نشاں رہے گا
بن کر زمین پر بھی جو آسماں رہے گا

کرنے لگی تبسم دیوارِ کعبۂ حق
اربابِ کفر سہمے منھ اُن کے ہو گئے فق
جاتی رہی عرب سے سب بتکدوں کی رونق
تاریکیوں کے ایواں یکلخت ہو گئے شق

بنت اسد کے گھر سے اِک آفتاب اُبھرا
سیلابِ نور بن کر با آب و تاب اُبھرا

ایمان سب سے پہلے اِسلام پر جو لایا
جس کو نبیؐ نے اپنی آغوش میں کھلایا
اِسلام کا جو پرچم میداں میں لیکے آیا
شیرِ خدا کا جس نے اعلیٰ خطاب پایا

ذات علی یقیناً ممتاز ِ مومنیں ہے
انگشتریٔ دیں کا گویا وہ اِک نگیں ہے

اولاد نے بھی جس کی حق کا علم نہ چھوڑا
باطل کا پنجتن سے دستِ غضب مروڑا
رشتہ حسینؑ نے گو دُنیا سے لاکھ توڑا
میدان کربلا سے البتہ منھ نہ موڑا

عباسؑ راہ حق پر قربان ہو گئے ہیں
اصغرؑ بھی راستی کا عنوان ہو گئے ہیں

خیبر کی وادیوں میں پیغام حق سنایا
اہل جہاں کو رستہ اِسلام کا دکھایا
دین محمدیؐ پر سب کچھ دیا دلایا
اس واسطے علیؑ نے اعلیٰ مقام پایا

اے کاش کل مسلماں اِک رہگذر پہ آئیں
پیغام مرتضیٰؑ سے درس حیات پائیں

پہلا اِمامؑ آیا

عرب کی تاریک وادیوں میں بشکل ماہ تمام آیا
فضائے کونین جگمگائی جہاں میں پہلا اِمامؑ آیا

امانتیں کیں سپرد جسکے سلا گئے جس کو اپنے گھر میں
بوقت ہجرت نبیؐ حق کے وہ شیرِ اِسلام کام آیا

محمدؐ مصطفیٰ کا دلبر خُدا کے پیارے کا خاص پیارا
رہا ہے غربت میں بھوکا پیاسا مگر رہِ حق میں کام آیا

فضا میں لہرا کے سبز پرچم تحفظِ دین حق کیا ہے
گیا نہ بچ کر کوئی بھی دشمن جو سوئے بیتِ حرام آیا

کسی نے مشکل کشا کہا ہے کسی نے شیرِ خدا کہا ہے
علیؑ مددگار بن کے آئے جہاں بھی مشکل مقام آیا

علیؑ ہے مجھ سے علیؑ سے میں ہوں علیؑ ہے در شہر علم میں ہوں
یہ قول خود قول مصطفےٰ ہے زباں پہ جو لا کلام آیا

بیاں ہوں اوصاف مرتضیٰؑ کے کہاں ہے اے نجم تاب مجھ میں
نظر عقیدت سے جھک گئی ہے جو لب پہ مولا کا نام آیا

منقبت علیؑ

دفعتاً روشن تجلی سے خدا کا گھر ہوا
شق ہوئی دیوار ظاہر جلوۂ حیدرؑ ہوا

منہ میں نومولود کے رکھ دی پیمبرؐ نے زباں
نور کے ٹکڑوں کے ملنے کا عجب منظر ہوا

جس نے کی لبیک سب سے پہلے حق کی بات پر
اول و آخر وہی اسلام کا رہبر ہوا

اس کے ہاتھوں ہی سے تکمیل امانت بھی ہوئی
وقت ہجرت بے جھجک جو صاحب بستر ہوا

جس کی ہیبت سے صف کفار میں تھا زلزلہ
دست حیدرؑ ہی سے وا دروازۂ خیبر ہوا

وہ علیؑ مرتضٰی مشکل کشائے کائنات
خود تھا فاقہ سے دیا سائل کو یہ اکثر ہوا

ہے رموزِ زندگی نہج البلاغہ کا کلام
دیکھ کر حیرت زدہ ہر ایک دانشور ہوا

آ کے ملتے ہیں اسی سے معرفت کے سلسلے
منبعِ روحانیت وہ نور کا پیکر ہوا

نجمؔ توصیف علیؑ الفاظ میں ممکن نہیں
تجربہ یہ مجھ کو اُن کی منقبت کہہ کر ہوا

مدحتِ علیؑ

آفتابِ معرفت جس دم نمایاں ہو گیا
ہر کسی کو امتیازِ کفر و ایماں ہو گیا

شق ہوئی دیوارِ کعبہ مرحبا کہتی ہوئی
منہ کے بل بت گر گئے باطل پریشاں ہو گیا

جب ابو طالب کے گھر میں آئی شمعِ حیدری
خانۂ کعبہ کا ہر گوشہ فروزاں ہو گیا

یہ دیا مژدہ فرشتوں نے رسول اللہ کو
گلشنِ اسلام اب وسعت بداماں ہو گیا

آئی صحرائے عرب کے ذرے ذرے میں چمک
دیکھتے ہی دیکھتے گھر گھر چراغاں ہو گیا

رونما جب بزمِ امکاں میں ہوئے مشکل کشا
غم کے ماروں کے لئے راحت کا ساماں ہو گیا

نجمؔ وارفتہ بفیضِ جشنِ میلادِ علیؑ
دیکھئے قدرت خدا کی منقبت خواں ہو گیا

کارِ علیؑ

پورا ہوا ہے کارِ نبی مرتضٰیؑ کے ہاتھ
سونپی گئیں امانتیں مشکل کشا کے ہاتھ

ہٹنا پڑا ہے شمس کو اپنے مقام سے
اہل نظر نے دیکھے ہیں معجز نما کے ہاتھ

ٹھکرائی ہے یہ کہہ کے ابو جہل کی مدد
کیا دین حق کو سونپ دوں میں اشقیا کے ہاتھ

صفین میں جو آ گیا قرآن درمیاں
تحریم کی ہے جنگ وجدل سے اُٹھا کے ہاتھ

کیوں کر نہ ہو زمانہ شجاعت کا معترف
خیبر میں اس نے دیکھ لئے مرتضٰی کے ہاتھ

اس عدل گستری کا زمانہ گواہ ہے
مظلوم کی مدد کو اُٹھے مرتضیٰؑ کے ہاتھ

بخشی نبیؐ نے ان کو یداللہ کی سند
للّٰہیت کے ہاتھ ہیں مشکل کشا کے ہاتھ

علم و ہنر، شجاعت و روحانیت کا درس
سب کچھ ملا ہے حبِ رسولِ خدا کے ہاتھ

بے مایہ نجم کیسے کرے مدحتِ علیؑ
محفل میں آبرو ہے اب اسکی خدا کے ہاتھ

مجموعۂ صفاتِ علیؑ

حق گو ہوں کیا غلط ہے جو مولا کہوں تمہیں
بعد از نبیؐ وسیلۂ عقبیٰ کہوں تمہیں

شانِ خدا کا مظہر یکتا کہوں تمہیں
فخر نمود آدم و حوا کہوں تمہیں

تم نے ہی پہلے دینِ محمدؐ کیا قبول
یوں جاں نثارِ والیِ بطحا کہوں تمہیں

باقی رہی نہ ظاہر و باطن کی تیرگی
دونوں جہاں کے نور کا ہالا کہوں تمہیں

تاریخِ جنگِ خیبر و خندق گواہ ہے
غیبی مدد کا کیوں نہ خزینا کہوں تمہیں

اعلان حق ہوا ہے جو خُم غدیر میں
پھر کیوں نہ مومنین میں یکتا کہوں تمہیں

مشکل کشا و ناطقِ قرآں خدا کے شیر
مجموعۂ صفات ہو کیا کیا کہوں تمہیں

ہر داد رس کے لب پہ ہے مولا تمہارا نام
کیسے نہ دو جہاں کا مسیحا کہوں تمہیں

آقائے نجمؔ تم کو تو چاہا رسول نے
میں کیوں نہ اپنی جان سے پیارا کہوں تمہیں

مدحتِ علیؑ

سجی ہے بزمِ سخن مدحتِ علیؑ کے لئے
یہاں ملیں گے فرشتے بھی حاضری کے لئے

جگہ رہے گی نہ اب کوئی تیرگی کے لئے
حرم میں جل گئی قندیل روشنی کے لئے

جہاں بھی آئی ہے مشکل کسی ولی کے لئے
درِ علیؑ سے ملی راہ آگہی کے لئے

یہ معجزہ ہی تھا بنتِ اسد کے قدموں کا
ہوئی نہ کعبہ کی دیوار شق کسی کے لئے

جب آنکھیں کھولیں علیؑ نے تو سامنے تھے رسول
کھلی تھی نور کی آغوش نور ہی کے لئے

دہن میں شیرِ خدا کے زباں تھی احمدؐ کی
رہے وہ ناطق قرآں ہر آدمی کے لئے

خدا کے گھر میں ہے پیدائش علیؑ کا یہ راز
چراغ چاہیئے کعبے میں روشنی کے لئے

وہ کارنامے کئے مظہرالعجائب نے
مثال بن گئے جو شانِ مظہری کے لئے

وہ سخت لمحوں کا دمساز وقتِ ہجرت تھا
خود اپنی جان پہ کھیلا ہے جو نبیؐ کے لئے

تھے یوں تو اور بھی لیکن تھی اس کی بات ہی اور
علَم اسی کو ملا فتحِ خیبری کے لئے

خلافِ ظلم ہی اُٹھی ہے ذوالفقار اس کی
سند ہے نامِ علیؑ امن و آشتی کے لئے

وہ فاقہ نوش فرشتوں کو جس نے دی خیرات
فلک سے خوان بھی اترے ہیں اس سخی کیلئے

علیؑ کے نام میں پنہاں ہے ذاتِ ربِّ علیؑ
علیؑ پکاریئے عرفان و آگہی کے لئے

قدم قدم پہ ہوئیں سخت منزلیں آساں
ہے نجمؔ نادِ علی میری رہبری کے لئے

حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ

حق کا ولی داماد پیمبر حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ
جنما جو کعبے کے اندر حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ

فوراً ہی حاجت بر آئی جب کہہ کر آواز لگائی
نادِ علیاً مظہر مظہر حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ

بدر و اُحد میں اور خندق میں ساتھ اس کے ہادیٔ برحق
اس لئے ٹھہرا فاتح خیبر حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ

فہم و فراست علم و حکمت ناطقِ قرآں دین کی حجت
کون ہے ان اوصاف کا پیکر حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ

شیر خدا کہلانے والا دادِ شجاعت پانے والا
چیرنے والا کلّہٗ اژدر حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ

پھیلائے گھر گھر میں اجالا سورج کو پلٹانے والا
کہتا جائے مست قلندر حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ

ساقیٔ کوثر وہ کہلائے نجمؔ جو میری پیاس بجھائے
میرا ہے مولا ساقیٔ کوثر حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ حیدرؑ

مولا علیؑ

محبوبِ نبی ولیوں کے ولی اللہ کے پیارے مولا علیؑ
تسبیح پڑھے دل کی دھڑکن ہر سانس پکارے مولا علیؑ

مشکل میں وہ سبکے کام آئے مولائے زمانہ کہلائے
ہر لب سے صدا آتی ہے یہی واللہ ہمارے مولا علیؑ

ہوں راہنما جس کے مولا دے راہ سے طوفانِ بلا
وہ ڈوب نہیں سکتی کشتی جو پار اتارے مولا علیؑ

آغوشِ محمد میں رہ کرجو علمِ لدّنی پایاہے
وہ ناطقِ قرآں ہے گویاقرآن کے پارے مولا علیؑ

کچھ قول وعمل کا فرق نہیں بارہ کے بارہ اماموں میں
سب نامِ محمد رکھتے ہیں کردار میں سارے مولا علیؑ

اللہ غنی یہ شانِ غنٰی سائل در سے خالی نہ گیا
بھوکے کوکھلا کر روز وشب فاقوں میں گزارے مولا علیؑ

اے فاتح خیبر شیرِ خدا ہے نجمؔ توادنیٰ مولائی
جب دادِشجاعت دیتے ہیں دشمن بھی تمہارے مولا علیؑ

ساقئ کوثر

اوج پر اربابِ ایماں کا مقدر آ گیا
مرحبا صد مرحبا دنیا میں حیدر آ گیا

منزلوں پر اب پہنچ جائیں گے سارے قافلے
اے خوشا قسمت ہمارا آج رہبر آ گیا

تشنگانِ شوق آؤ خلد کے در کھل گئے
جامِ وحدت لے کے اب ساقئ کوثر آ گیا

فاطمہؑ زہرا کو جس کی شخصیت پر ناز ہے
شکل میں حیدر کی دامادِ پیمبر آ گیا

کلِّ ایماں کو دیا حضرت نے یہ کہہ کر علم
جس کے ہاتھوں فتح ہو جائے گا خیبر آ گیا

میں ہوں شہرِ علم اور اس کا ہیں دروازہ علی
یاد مجھ کو آج یہ قولِ پیمبر آ گیا

والہانہ چومتا ہوں اس کی آنکھوں کو میں نجم
جو نجف سے روضۂ مولا پہ ہو کر آ گیا

یاعلیؑ مدد

مشکل ہے زندگی کا سفر یاعلیؑ مدد
کانٹوں بھری ہے راہ گزر یاعلیؑ مدد

مجھ کو فریب دے گئی امید کی کرن
مایوسیاں ہیں پیشِ نظر یاعلیؑ مدد

مجھ کو یقیں ہے نکلے گا ناکامیوں کا حل
وردِ زباں ہے شام و سحر یاعلیؑ مدد

واقف تو ہو نگے چاہنے والوں کے حال سے
پہنچے مجھے نہ کوئی ضرر یاعلیؑ مدد

مشکل کشا ہیں آپ تو پھر کس سے میں کہوں
ہر مرحلہ ہو زیست کا سر یاعلیؑ مدد

بعد از رسولؐ پاک وسیلہ ہے آپ کا
اب تو نہیں دعا میں اثر یاعلیؑ مدد

اب نجم کس کے سامنے پھیلائے جا کے ہاتھ
جب سامنے ہے آپ کا در یاعلیؑ مدد

نادِ علی

اک شغل صبح وشام جسے یاعلیؑ کا ہے
وہ ہے ولی جو چاہنے والا علیؑ کا ہے

باب المراد سے کوئی خالی نہیں گیا
یہ خانۂ بتول بھی مولا علیؑ کا ہے

حقدار ہوگا خلد میں بہلول کی طرح
جس کے دل ودماغ میں سوداعلیؑ کا ہے

اب مجھ کو اپنے گھر میں بلاؤں کا ڈر نہیں
نادِ علیؑ کی شکل میں سایا علی کا ہے

مولود کعبہ سے یہ حقیقت ہے آشکار
اس سجدہ گہ کا جو بھی ہے گوشہ علی کا ہے

سر دے کے جس نے دین محمد بچالیا
سبط نبیؐ حسینؑ وہ بیٹا علی کا ہے

وابستہ ہیں علیؑ سے طریقت کے سلسلے
بعد از رسولِؐ پاک وسیلا علیؑ کا ہے

وہ بابِ علم ہو کہ شجاعت کا معرکہ
ہر شعبۂ حیات میں رُتبا علیؑ کا ہے

میں ہوں محبّ آل عبا نجم میرا کیا
جو کچھ ہے میرے پاس اثاثا علیؑ کا ہے

جشن غدیر

کون کہتا ہے وصیِ مصطفےٰ کوئی نہیں
صرف حیدر جانشیں ہیں دوسرا کوئی نہیں

وہ سقیفائی بنے جو تھے غدیری چشم دید
جانتے ہیں سب حقیقت مانتا کوئی نہیں

گھر کی دیواروں پہ میری ہے رقم نادِ علی
اس سے بہتر نسخۂ ردِّ بلا کوئی نہیں

جو خدا سمجھے علی کو وہ تو کافر ہے مگر
عظمتِ مولا کے منکر سے برا کوئی نہیں

جس نمازی نے انگوٹھی دان کی وقتِ رکوع
وہ سخی دیکھا تو حیدر کے سوا کوئی نہیں

جو محبانِ امامِ عالی مظلوم ہیں
اُن میں ظالم کا یقیناً ہمنوا کوئی نہیں

دُشمنِ دیں پر چلی ہے ذولفقارِ حیدری
اس کی زد پر جو شقی آیا بچا کوئی نہیں

اس یقیں کے ساتھ آئے ہیں درِ مولا پہ ہم
کلِّ ایماں کے سوا مشکل کشا کوئی نہیں

جسکی آنکھوں میں لگا ہو سرمہٗ خاکِ نجف
نجّمؔ اس کی وسعتوں کی انتہا کوئی نہیں

ثنائے علیؑ

بھلا وہ کیوں نہ دِل وجاں سے ہو فدائے علیؑ
جسے خبر ہے محمدؐ کو تھی ولائے علیؑ

کہا گیا یونہی مولائے کائنات اُنہیں
کوئی بھی علم نہیں جو ہو ماورائے علیؑ

ملی ہیں راحتیں مشکل کشا کے صدقے میں
اِسی لئے تو ہراِک لب پہ ہے صدائے علیؑ

بڑھی علیؑ کی ولادت سے عظمتِ کعبہ
جہاں میں نورِ خداوند لے کے آئے علیؑ

محبّتوں کا عجب سلسلہ تھا دونوں طرف
علی نبیؐ پہ فدا تھے نبیؐ فدائے علیؑ

کبھی نہ بادِ مخالف کے حوصلے نکلے
چراغ کیسے بجھیں وہ جنہیں جلائے علیؑ

کہاں قلم مرا اے نجمؔ اور وہ ذات کہاں
میں اپنے لفظوں میں کیسے کروں ثنائے علیؑ

حکمتِ قرآن ہے

ہر خوشی شعبِ ابوطالبؑ پہ یوں قربان ہے
مژدۂ مولودِ کعبہ لطف کا سامان ہے

دیکھئے نہج البلاغہ مثل یک جزدان ہے
آج بھی محفوظ جس کی گود میں قرآن ہے

صاحب ایماں وہی ہے جس کا یہ ایمان ہے
مظہرِ ذاتِ علی ذاتِ علیؑ کی شان ہے

رکھ دیا ہے کلّۂ اژدر کو جس نے چیر کے
پالنے میں کھیلتا بچہ علیؑ ذیشان ہے

معرفت علم وشجاعت حلم کردار و عمل
فاطمہ بنتِ اسد کے لال کی پہچان ہے

انگنت اوصاف کا کیسے احاطہ کیجئے
لفظ بونے پڑ گئے یہ شخصیت کی شان ہے

ہے مجسم وہ عجائب الغرائب بالیقیں
فاتح خیبرِ حقیقت میں یداللہ الرحمٰن ہے

منبعِ روحانیت ہے واقعی ذاتِ علیؑ
بس کہ اقلیمِ ولایت کا وہی سلطان ہے

مشورہ لیتے ہیں آ کر اس سے اصحابِ رسول
نقش قلبِ مرتضیٰؑ پر حکمتِ قرآن ہے

سامنے کفّار کے وہ مجسّم تھا سینہ سپر
حیدرِ کرّارؑ کا اسلام پر احسان ہے

حیدرؑ فضیلتوں کے سمندر

یوں آج عرش و فرش پہ اک جشنِ عام ہے
تیرہ رجب ولادتِ اوّل امام ہے

اللہ نے بنایا جسے بازوئے رسولؐ
وہ ذاتِ باصفات علیؑ جس کا نام ہے

دیوارِ کعبہ شق ہوئی حیرت کا ہے مقام
جائے ولادتِ علیؑ بیت الحرام ہے

مجرائی ہیں فلک سے اتر کر ملائکہ
کہتے ہیں وہ وصی نبیؐ پر سلام ہے

شاہوں سے بڑھ کے اسکے غلاموں کے ہیں غلام
روضوں پہ جن کے آج بھی اک اژدہام ہے

دین محمدی کی محافظ وہ ذوالفقار
ہر وقت سرکشوں کے لئے بے نیام ہے

باب المراد سے کوئی خالی نہیں گیا
مشکل کشا کے گھر پہ عجب اہتمام ہے

کیسے کرے شمار کوئی ان کو بوند بوند
حیدر فضیلتوں کے سمندر کا نام ہے

جو عاشق علیؑ ہیں وہ جنت میں جائیں گے
تیار ان کے واسطے کوثر کا جام ہے

اے نجم سوچتا ہوں کہ خود ان سے کیا کہوں
ان کو خبر تو ہوگی پریشاں غلام ہیں

شہادت علیؑ

ابن ملجم واصل نار جہنم ہو گیا
خونِ حیدر وجہ تزئینِ دوعالم ہو گیا

کعبۂ حق میں ولادت جس کی تھی معجز بیاں
جسکے منھ میں احمد مرسل نے رکھی تھی زباں

عہد طفلی میں بھی جو ممتاز اہل حق میں تھا
وہ جواں سرخیل جنگِ خیبر و خندق میں تھا

خواہ میدانِ شجاعت ہو کہ میدانِ عمل
حیدر ِکرار کا ہے نامِ نامی بر محل

ایک دِن جس کو محمدؐ نے کہا تھا بوتراب
وہ ہوا ثابت جہانِ معرفت کا آفتاب

وقت ہجرت جو رسول اللہ کے بستر میں تھا
ایک امانتدار یہ کہیے امیں کے گھر میں تھا

اِک حدیث معتبر میں ہے یہ فرمانِ نبیؐ
میں تو شہرِ علم ہوں اور باب ہے اس کا علیؑ

اور اسی خطبہ میں حضرتؐ نے یہ جملہ بھی کہا
جس کا میں مولا ہوں مولا اُس کا ہے شیرِ خدا

وہ نبیؐ کا لاڈلا وہ فاطمہ کے سر کا تاج
وہ پدر حسنین کا اِسلام کا زریں سراج

خود محمدؐ جس کو دیں قرآن ناطق کا لقب
باب علم وفن میں کوئی اس سے بڑھ سکتا ہے کب

وہ علیؑ مرتضٰی مشکلکشائے روزگار
سارے ولیوں کا ولی روحانیت کا تاجدار

جس کے ہیں اقوال زریں رہنمائے زندگی
وہ ہر اک رُخ سے رہا ہے آشنائے زندگی

خندہ پیشانی سے پیش آنا ہی ہے ردِّ بدی
موت ہے اِک بے خبر ساتھی یہ ہے قول علیؑ

غالب آنا عادتوں پر ہے فضیلت کا کمال
ہے شرافت عقل سے اور ہے ادب سے نسب و مال

نجم لفظوں کا یہ نذرانہ بھی ہے نذرانہ کیا
نامِ نامی پر علیؑ کے جان سے بھی جانا کیا

کاشانۂ نبیؐ میں آمد ہے سیّدہ کی

بیٹی نبیؐ کو ایسی اللہ نے عطا کی
سیرت ہے سب سے یکتا اُس پیکرِ حیا کی

مژدہ سنا رہی ہیں کلیاں چٹک چٹک کر
تقدیر جاگ اُٹھی گلزار مصطفےٰ کی

تھیں جان سے بھی پیاری وہ اسلئے نبی کو
زہرا کی شکل میں تھی اک شان کبریا کی

قربان ہے تقدس جن پر نسائیت کا
لفظوں میں کیا بیاں ہو توصیف باصفا کی

یہ عزو شان و عظمت کس کو ہوئی میسر
حسنین کی وہ مادر زوجہ ہیں مرتضٰی کی

نانِ جویں ملائک لیتے تھے جنکے در سے
بنتِ نبیؐ سراپا تصویر تھی غنا کی

پوری ہوئیں مرادیں اے انجم سب ہماری
زہراؑ کے واسطے سے جس وقت بھی دُعا کی

فخر النسا ہیں فاطمہؑ

عالمِ امکان کو قدرت کی عطا ہیں فاطمہؑ
اس لئے کونین میں فخر انسا ہیں فاطمہؑ

راہ بر بعدِ رسالت سیّدا ہیں فاطمہؑ
رتبہ عالی امامت کی بنا ہیں فاطمہؑ

عصمت و عفت کا پیکر مخزنِ جود وسخا
آیۂ تطہیر میں جلوہ نما ہیں فاطمہؑ

نامِ نامی سے مشامِ جاں معطر ہو گیا
لب یہ کہنے کو کھلے تھے فاطما ہیں فاطمہؑ

ہے قلم لکھنے سے قاصر لفظ بونے ہو گئے
جوہرِ مدحت کی گویا انتہا ہیں فاطمہؑ

مریم و سارہ کی عظمت تو مسلم ہے مگر
سچ یہ ہے اوصاف میں سب سے جدا ہیں فاطمہؑ

خادم و مخدوم کے رشتے مقدس کر دیئے
پوچھئے جا کر ذرا فِضّہ سے کیا ہیں فاطمہؑ

فاطمہ زہرہؑ

کیسے ثنائے بنتِ رسولِ خدا کریں
موزوں ملیں جو لفظ تو یہ حق ادا کریں

وہ ہو گی مستجاب یقیناً حضورِ رب
زہراؑ کے واسطے سے جوکوئی دعا کریں

ہو جس کی ذات آیۂ تطہیر کا سبب
اس ذاتِ با صفات کی کیسے ثنا کریں

رکھنا عقیدت آپ سے واجب نہیں ہے کیا
خود جن پہ جان نثار رسولِ خدا کریں

نسوانیت کو ناز ہے زہراؑ کی ذات پر
ان جیسی کیوں نہ ہم بھی عبادت کیا کریں

اے نجم عاقبت بھی سنور جائے گی مگر
کردارِ فاطمہؑ کو نہ دل سے جدا کریں

خاتونِ جنّت

ذہن انساں سے مٹائی تیرگی اِسلام نے
فاطمہ کے گھر سے لے کر روشنی اسلام نے

آیۂ تطہیر سے ظاہر حقیقت ہو گئی
اُن سے پائی عفت و پاکیزگی اِسلام نے

اِزداجی زندگی بہتر بنانے کے لئے
مستحب رکھے ہیں مہرِ فاطمی اِسلام نے

جو نثار اس پر ہوا وہ سیّدہ کا لال تھا
کربلا میں اس کی جرأت دیکھ لی اسلام نے

فاتح خیبر علیؑ تھے سیّدہ کے سر کا تاج
سلسلے سے ان کے پائے ہیں ولی اسلام نے

خانۂ زہرہ ہے اس کی اِبتدا و انتہا
تجم پائی ہے یہیں سے زندگی اسلام نے

فاطمہ زہرہؑ

جس پر فرشتگاں کا تقدس نثار ہے
بنتِ رسول ایسی عبادت گزار ہے

بوئے رِدا سے جس کی جہاں مشکبار ہے
محبوبِ کبریا کے چمن کی بہار ہے

خالق کا جس پہ سرِّ نہاں آشکار ہے
مولائے کائنات کی وہ رازدار ہے

جس پر ہوا ہے آیۂ تطہیر کا نزول
بے مثل عظمتوں کا حسیں شاہکار ہے

ہے معتبر حدیثِ کِسا کا یہ واقعہ
آیا ہے جو بھی زیرِ رِدا پُروقار ہے

اس کی کنیز تک کو ہے حاصل رضائے حق
فِضّہ کا خوان معجزۂ کردگار ہے

اس کی جبینِ صبر پہ کوئی شکن نہیں
جس حال میں بھی ہے وہ قناعت شعار ہے

جس سے ملک بھی لیتے ہیں نانِ جویں کی بھیک
زہرہ کے در پہ رحمتِ پروردگار ہے

اے نجم میں ہوں مادرِ حسنین کا غلام
یہ مرتبہ بھی باعثِ صد افتخار ہے

فاطمہ کے دم سے ہے

ہر طرف تا بندگی تو فاطمہ کے دم سے ہے
روشنی عقبٰی میں بھی تو فاطمہ کے دم سے ہے

خانۂ زہرؑا ہے محور آیۂ تطہیر کا
عظمتِ آلِ نبیؐ تو فاطمہ کے دم سے ہے

آپ کے انوار سے روشن ہے فانوسِ حرم
دینِ حق کی روشنی تو فاطمہ کے دم سے ہے

قلب میں شبیر و شبر سانس میں بوئے علی
روح میں بالیدگی تو فاطمہ کے دم سے ہے

زیب و زینت زینب و کلثوم اور حسنین ہیں
رونق بزمِ علیؑ تو فاطمہ کے دم سے ہے

فکر عقبٰی کیوں ہو تجھ کو اے غلامِ اہلبیت
نجم تیری شاعری تو فاطمہ کے دم سے ہے

نور پیکر فاطمہ

ہیں سراپا نور پیکر فاطمہ
کر گئیں جگ کو منوّر فاطمہ

مالک و مختار کوثر فاطمہ
مادرِ شبیر و شبر فاطمہ

سایۂ رحمت ہیں سر پر فاطمہ
مومنو! نفسِ پیمبر فاطمہ

جس کے ہیں دربان جبریل امیں
خانۂ تطہیر کا در فاطمہ

نور کے ٹکڑے ہیں سب زیرِ کسا
احمدؐ و حسنین و حیدر فاطمہ

ڈھال بن جائیں دعائیں آپ کی
رن میں اُترے ہیں بہتّر فاطمہ

بن گیا تاریخ کے ماتھے کا داغ
لے گئیں جو زخم دِل پر فاطمہ

صابر و شاکر رہیں ہر حال میں
سر پہ رکھ کر غم کی چادر فاطمہ

نجمؔ اُترا تھا ستارہ جن کے گھر
تھیں مجسم شانِ حیدر فاطمہ

ولادت امام حسنؑ

زہرا نے پایا بیٹا جب فضلِ ذوالمنن سے
پیغام لائی خوشبو یہ ہاشمی چمن سے

مولا علی مبارک پہلی خوشی ملی ہے
اس تہنیت کو دینے آئے ملک گگن سے

کیوں کر نہ شادماں ہوں نانا رسولؐ اکرم
راحت ملی ہے دل کو پیدائش حسنؑ سے

لہجے کی وہ حلاوت گھر کر گئی دلوں میں
ہوتی تھی گل فشانی معصوم کے دہن سے

گرویدہ ہو گیا ہے اک بار جو ملا ہے
اخلاق کی بلندی سیکھے کوئی حسن سے

اترا ہوا ہے چہرہ کیسا ملوکیت کا
کھائی ہے مات اسنے کیا صلح جو حسنؑ سے

حاوی شرافتیں ہیں اب بھی خباشتوں پر
حاکم وہی ہے جس کو چاہیں عوام من سے

ہوتی ہے صلح جوئی جنگ و جدل سے بہتر
ثابت یہ ہوگیا ہے کردار پنجتنؑ سے

اے نجمؔ میں غلامِ آقائے مجتبیٰ ہوں
کی جسنے حکمرانی ہر دل پہ اپنے پن سے

ولادتِ امام حسین

اک گل تازہ کھلا مژدہ صبا لائی ہے آج
گلشن خاتون جنت میں بہار آئی ہے آج

یہ علی کا گھر ہے یا فردوس بر روئے زمیں
فرش سے تا عرش رحمت کی گھٹا چھائی ہے آج

فاطمہ کے در پہ مجرائی ہوئے جن و ملک
کیا ولادت حضرتِ شبیر نے پائی ہے آج

ذرہ ذرہ میں نظر آتی ہے نورانی چمک
تیرگی میں زندگی کی روشنی آئی ہے آج

باغِ دین احمدیؐ کا پاسباں پیدا ہوا
کفر کے چہرے پہ کیسی مردنی چھائی ہے آج

نام سے جس کے ہوا وابستہ ذکر کربلا
رحمت حق اس کے دروازے پہ مجرائی ہے آج

نجمؔ میرا کام ہے ذکر حسینؑ ابن علیؑ
اس سے میری روح نے تازہ جلا پائی ہے آج

ننھا اِمام آیا

فضا پر ابر رحمت جھوم کر بااہتمام آیا
خوشا اے مے پرستو بزم میں وحدت کا جام آیا

ہوئی کافور جس کے نور سے تاریکئ باطل
ابھر کر فاطمہ کی گود سے ماہِ تمام آیا

کوئی دیکھے بچشمِ غور عظمت شہ سواری کی
وہ محبوبِ خدا کی پیٹھ پرننھا اِمام آیا

ملا تھا حق پرستی کا سبق آغوش مادر میں
جہاد زندگی کی جو ہر اِک منزل میں کام آیا

یکا یک تھرتھرا اُٹھے چراغ شام کے سائے
بنام حق مدینے سے جو بیعت کا نظام آیا

نبوّت اسکے گھر سے ہے ولایت اسکے در سے ہے
حسینؑ ابن علیؑ بن کر اماموں کا امام آیا

کھلائے پھول زخموں کے بہار زیست کی خاطر
وفا کی سرخیاں لکھنے میں جس کا خون کام آیا

وہ سرتاپا ہدایت پیکر ایثار و قربانی
کہ جس پر کربلا میں حق تعالیٰ کا سلام آیا

قبول افتد زہے عزو شرف اے نجم کے آقا
کہ گلہائے عقیدت لے کے اک ادنیٰ غلام آیا

اسلام کی بقا ہے شہادت حسینؑ کی

دراصل یہ تھی وجہ ولادت حسینؑ کی
نانا کے دین کو تھی ضرورت حسینؑ کی

ایک اک ادا پہ ہوتے تھے قربان مصطفیٰؐ
کچھ ایسی دل نواز تھی صورت حسینؑ کی

ذات حسین اصل میں تھی منبعِ صفات
یکساں تھی شکل وصورت وسیرت حسینؑ کی

حؔر کا نصیب دیکھئے آکر کہاں کھلا
جنت میں لے گئی اُسے نسبت حسینؑ کی

روزِ حساب اس کی شفاعت ہے بالیقیں
رکھتا ہے جو بھی دل میں محبت حسینؑ کی

خاکِ شفائے سجدوں کو بخشی ہے زندگی
اسلام کی بقا ہے شہادت حسینؑ کی

ظالم کے نام لیوا تو سب مٹ گئے مگر
ہے آج بھی دلوں پہ حکومت حسینؑ کی

سجدے میں دینِ حق کے لئے سر کٹا دیا
تاریخ بن گئی ہے عبادت حسین کی

ہوں لاکھ انقلابِ زمانہ کی یورشیں
اے نجم کم نہ ہوگی عقیدت حسینؑ کی

سلام

آپ کو یہ ملا مقام حسینؑ
بھیجتا ہے خدا سلام حسینؑ

مرضی حق سے چھوڑ کر طیبہ
کربلا میں کیا قیام حسین

ہوک اُٹھی دل میں نم ہوئی آنکھیں
جب بھی آیا زباں پہ نام حسینؑ

آپ کا جو ہے چاہنے والا
دل سے کرتا ہے احترام حسینؑ

کر کے قربان سر بہتّر کے
تم نے کی حجتیں تمام حسینؑ

مقتدی اس کے جنّتی ہونگے
جس جماعت کا ہے امام حسینؑ

مرتبے ان کے بس خدا جانے
جنکے لب پر ہے صبح و شام حسینؑ

سر نہ باطل کے آگے خم ہوگا
دے گئے حق کا یہ پیام حسینؑ

اس پہ بھی سایۂ کرم رکھیئے
نجمؔ ہے آپ کا غلام حسینؑ

حسینؑ

بالیقیں اللہ کے پیارے کا پیارا وہ حسینؑ
گلشن اسلام کو جس نے سنوارا وہ حسینؑ

سیّدہ کا لال وہ مولا علی کا لاڈلا
تھا محمدؐ مصطفیٰ کا جو دُلارا وہ حسینؑ

اپنے کاندھوں پر بٹھایا عہد طفلی میں جسے
احمدؐ مرسل کی آنکھوں کا تھا تارا وہ حسینؑ

عالم انسانیت کو جس نے روشن کر دیا
خاندان ہاشمی کا ماہ پارا وہ حسینؑ

صبر و استقلال کی منزل تھی اس کے زیر پا
بندگی کے نقش کو جس نے اُبھارا وہ حسینؑ

نینوا کے تپتے صحرا میں رہا ہے تشنہ لب
جو خوشی سے کر گیا ہر غم گوارا وہ حسینؑ

جسم و جاں پر جسنے روشن کر کے زخموں کے چراغ
ظلم کے طوفان کو سر سے گزارا وہ حسینؑ

شوق سے حق کے لئے جام شہادت پی لیا
جس کے استقلال سے باطل بھی ہارا وہ حسینؑ

نجمؔ اس کے نام پر آتی ہے پلکوں پر نمی
اپنا کہہ کر جس کو دنیا نے پکارا وہ حسینؑ

امام حسنؑ

بلند کیوں نہ فضیلت میں ہو مقامِ حسنؑ
نواسہ احمدؐ مرسل کا ہے امامِ حسنؑ

وہ ہے علی کا پسر فاطمہ کا نورِ نظر
کہ زیب و زینتِ آلِ نبیؐ ہے نامِ حسنؑ

زباں ہے اس کی خدا و رسول کا پیغام
کلامِ حق سے ہم آہنگ ہے کلامِ حسنؑ

ملوکیت نے امامت سے مات کھائی ہے
رہا ہے مرکز ایمان و دیں نظام حسنؑ

قیام امن کی خاطر سہے تھے جبر و ستم
پیام صلح و محبت ہی تھا پیام حسنؑ

کیا ہے پرچم اسلام سر بلند اس نے
ہے دل میں ہر کس و ناکس کے احترام حسنؑ

یہ شانِ خلق تھی کفار بھی مطیع رہے
علی کے بعد یہ دیکھا ہے اہتمام حسنؑ

بفیضِ پنجتنِ پاک ہی ملے گی نجات
ازل سے نجم ہے اس واسطے غلام حسنؑ

نوحہ

نام حسینؑ پر مری پلکوں پہ آ گئے
اظہار غم کا اشک سلیقہ سکھا گئے

شبیر کو نماز بہر حال تھی عزیز
قاتل تھا سر پہ اور وہ سجدہ میں آگئے

میدان کربلا میں بہتّر کٹا کے سر
دنیا کو راہ حق و صداقت دکھا گئے

زینب کا حوصلہ ہو کہ عباس کی وفا
مقتل میں سب حسینؑ کی ہمت بڑھا گئے

موج فرات سر کو پٹکتی تھی بار بار
اصغر کے خشک ہونٹ تلاطم اٹھا گئے

زینب کے اک خطاب میں لفظوں کے نیشتر
دربار شام میں بڑی ہلچل مچا گئے

اے نجم کربلا میں جو گزرے ہیں واقعات
اسلام کو حیات کی منزل دکھا گئے

نوحہ

دنیا میں ہے جہاں کوئی شیدا حسینؑ کا
دیتا ہے آنسوؤں سے وہ پرسا حسینؑ کا

سب کچھ خدا کے نام پہ قربان کردیا
ہم سر بنے گا کوئی بھلا کیا حسینؑ کا

پیش یزید وقت وہ سینہ سپر رہا
حق سے پھرا نہ چاہنے والا حسینؑ کا

جاری ہے میری آنکھوں سے اشکوں کا سلسلہ
میری نظر میں ہے ابھی لاشہ حسینؑ کا

حُر صاحب نظر تھا کہ دل اس کا پھر گیا
دشمن سے دوست بن گیا کیسا حسینؑ کا

دونوں جہاں میں صاحب توقیر بن گیا
جس شخص پر بھی پڑ گیا سایا حسینؑ کا

شور فغاں سے تجمّ فضا کانپنے لگی
نیزے پہ سر جو شام میں دیکھا حسینؑ کا

یا حسینؑ

باطل کی ظلمتوں کو مٹایا ہے یا حسینؑ
تم نے چراغ حق کا جلایا ہے یا حسینؑ

جب بھی امامِ صبر و رضا کا لیا ہے نام
بے ساختہ زباں پہ آیا ہے یا حسینؑ

میدانِ کربلا میں بہتّر کٹا کے سر
نانا کا دین تم نے بچایا ہے یا حسینؑ

اصغر شہید ہو گئے پیاسے اور آپ نے
فوجِ عدو کو پانی پلایا ہے یا حسینؑ

میرے نفس نفس میں ہے خاک شفا کی بو
تم کو نشانِ سجدہ میں پایا ہے یا حسینؑ

ماتم سمجھئے اس کو کہ شبیر کی ولا
سینے پہ ہم نے لکھ کے دکھایا ہے یا حسینؑ

سر خم نہ ہوگا انجم کا ظالم کے سامنے
اس پر کرم کا آپ کے سایا ہے یا حسینؑ

حسینؑ کا ہے

شفق کے رنگ میں خونِ جگر حسینؑ کا ہے
زمیں سے تا بہ فلک یہ اثر حسینؑ کا ہے

جو کر رہا ہے لبوں سے تلاوتِ قرآں
چڑھا ہوا سرِ نیزہ وہ سر حسینؑ کا ہے

ہر ایک عمر کے افراد ہیں شہیدوں میں
کوئی عزیز ہے کوئی پسر حسینؑ کا ہے

حسینؑ سے ہوں میں مجھ سے حسینؑ، قول نبیؐ
انہیں عزیز ہے شیدا اگر حسینؑ کا ہے

عظیم پہلے سے ہے عشرۂ محرم تو
یہ صرف بعد شہادت مگر حسینؑ کا ہے

یہاں فرشتے بھی لیتے ہیں آ کے نانِ جویں
ملے مراد جہاں سے وہ در حسینؑ کا ہے

نصیب ہوگی کہاں نجم اس کو جو بچھڑا
بہشت اس کی ہے جو ہمسفر حسینؑ کا ہے

زیارت حسینؑ کی

جس دل میں موجزن ہے عقیدت حسینؑ کی
اس پر ہے صبح و شام عنایت حسینؑ کی

ارباب تخت و تاج تو دنیا سے مٹ گئے
ہے آج بھی دلوں پہ حکومت حسینؑ کی

قبروں کا ظالموں کی نشاں تک نہیں رہا
ہے کربلا میں اب بھی زیارت حسینؑ کی

دنیا و عاقبت میں وہی سر خرو ہوا
کی حر کی طرح جسنے بھی بیعت حسینؑ کی

ایک ایک کر کے حق پہ بہتّر ہوئے نثار
ایسی تھی بے مثال شہادت حسینؑ کی

عابد کو کربلا میں شہادت نہیں ملی
منظور تھی خدا کو نیابت حسینؑ کی

پھر سر اُٹھا رہی ہے جہاں میں یزیدیت
اسلام کو ہے نجم ضرورت حسینؑ کی

سلام

دین حق پر جان دی تم پر سلام
اے حسینؑ ابن علی تم پر سلام

کر دیئے قرباں بہتّر سر مگر
بیعتِ فاسق نہ کی تم پر سلام

تم نے اک پتھر کو ہیرا کر دیا
قسمتِ حُر جاگ اُٹھی تم پر سلام

مشکلوں میں بھی رہے ثابت قدم
ظلم سہہ کر اُف نہ کی تم پر سلام

جی اُٹھی دم توڑتی انسانیت
اس کو بخشی زندگی تم پر سلام

فوج اعدا کی بجھائی تم نے پیاس
خوب کی دریادلی تم پر سلام

تم نے روشن کر کے زخموں کے چراغ
دور کی ہے تیرگی تم پر سلام

نوحہ

سر اپنا راہ حق میں کٹا کر حسینؑ نے
سینچا لہو سے باغ پیمبر حسینؑ نے

سینے پہ کھائے دیکھئے خنجر حسینؑ نے
ظالم کے آگے خم نہ کیا سر حسینؑ نے

قربان کر کے اکبر و اصغر حسینؑ نے
کیا کیا لٹائے ہاتھ سے گوہر حسینؑ نے

کچھ کم کشش نہ شہر مدینہ میں تھی مگر
چھوڑا رضائے حق کیلئے گھر حسینؑ نے

مردانگی ہے جان گنوانا برائے حق
ثابت یہ کر دیا ہے جہاں پر حسینؑ نے

اے دشت کربلا تجھے لازم تھا احترام
بخشا تھا مرتبہ تجھے آ کر حسینؑ نے

طفل و جواں شہید ہوئے خیمے جل گئے
دیکھے ہیں دل خراش یہ منظر حسینؑ نے

ایک ایک کر کے حق و صداقت کی راہ میں
قربان کر دیئے ہیں بہتّر حسینؑ نے

اے انجم تیرگی کو مٹایا ہے دہر سے
اپنے لہو سے شمع جلا کر حسینؑ نے

نوحہ

غم حسین میں جو آنکھ تر نہیں ہوتی
قسم خدا کی کبھی معتبر نہیں ہوتی

ملے گا دل سے جو مانگو کھلا ہے باب مراد
دعا کسی کی یہاں بے اثر نہیں ہوتی

جو چند لمحوں ہی میں حق شناس ہو جائے
نظر ہر اک کی تو حرؔ کی نظر نہیں ہوتی

غم حسین میں یہ محویت کا عالم ہے
چھڑے جو ذکر تو اپنی خبر نہیں ہوتی

یہ کہہ رہا ہے شہیدان کربلا کا لہو
جو سر نہ دو تو مہم حق کی سر نہیں ہوتی

حسین والے ہیں اے نجمؔ صبر کے پیکر
کوئی بھی فکر اُنہیں عمر بھر نہیں ہوتی

سلام

پابندیٔ فرمانِ نبوت نہیں کرتے
جو آل محمدؐ سے محبت نہیں کرتے

مظلوم کے حالات پہ رونا تو ہے فطرت
ہم ظالم و جابر کی حمایت نہیں کرتے

کیوں محسن اسلام سے غافل ہیں مسلماں
کیوں مل کے سبھی ذکر شہادت نہیں کرتے

شبیر نے ثابت یہ کیا کرب و بلا میں
جو حق پہ ہیں فاسق کی وہ بیعت نہیں کرتے

کمسن کیا قربان جواں لاشے اُٹھائے
یہ شہ کا کلیجہ ہے شکایت نہیں کرتے

شانوں کے قلم ہونے سے جھک سکتا تھا پرچم
عباسؑ سنبھلنے کی جو ہمت نہیں کرتے

اے نجم پھر اسلام کی عظمت کہاں رہتی
گر ابن علی کارِ شجاعت نہیں کرتے

شانِ پنجتنؑ

آئی مباہلہ میں نظر شانِ پنجتنؑ
لبریز نورِ حق سے ہے پیمانِ پنجتنؑ

یوں ان کو دو جہاں میں میسّر ہیں عظمتیں
ذاتِ خدا پہ پختہ ہے ایمانِ پنجتنؑ

اخلاق ان کا دین، شریعت ہے اِتّقا
جود وسخا و صبر ہے سامانِ پنجتنؑ

ان کو رہِ نجات میں دُشواریاں نہیں
جو دِل سے تھام لیتے ہیں دامانِ پنجتنؑ

سائے میں انکے جو بھی رہے باامان رہے
رستہ ہے پر بہار گلستانِ پنجتنؑ

دعویٰ ہے اُن کو آج بھی تقلید کا بہت
بھولے ہوئے جو بیٹھے ہیں فرمانِ پنجتنؑ

حاکم وہی ہے جس کی حکومت دلوں پہ ہے
اے نجمؔ یہ ہے شانِ غلامانِ پنجتنؑ

کربلا

آئے یثرب چھوڑ کر سبط پیمبر کربلا
مرضی حق سے ہوئی ان کا مقدر کربلا

حالت مظلوم پر تھرائی مقتل کی زمیں
ہو گیا مشق ستم صد حیف اکبر کربلا

سر پٹکتی رہ گئی جسکے لئے موج فرات
یاد تو ہوگا تجھے پیاسا وہ اصغر کربلا

گردن آل نبیؐ پر برچھیاں خنجر چلے
سجدۂ حق میں کٹا شبیر کا سر کربلا

تیری مٹی سجدہ گاہوں کی امانت ہوگئی
دے گئے اعزاز کیا تجھ کو بہتّر کربلا

ظالموں نے کر دیا عون و محمد کو شہید
آہ ! اُترا سینۂ مسلم میں خنجر کربلا

ہو گیا قربان شمع حق پہ جو پروانہ وار
نوشہ وہ اک رات قاسم دلاور، کربلا

نینوا میں دشمنوں کے پتے پانی ہوگئے
ہیبت عباس کا دیکھا یہ منظر کربلا

بے کفن لاشے تھے اور سہمی ہوئی تھی بیبیاں
کر گئی پیش ایسا خوں آشام منظر کربلا

نجمؔ 'اولوالامر من کم' کو سمجھنا ہے تو آؤ
دین حق کا راستہ جاتا ہے ہو کر کربلا

ھائے کرب و بلا

جو گوشِ دل سے سنے گا صدائے کرب و بلا
کہے گا تھام کے سینہ وہ ، ہائے کرب و بلا

یہ جانتے ہیں سبھی دین حق بچانے کو
حسینؑ شہرِ مدینہ سے آئے کرب و بلا

ہے راہِ خلد اسی پل صراط سے آگے
کہ جیسے حُر کا مقدر جگائے کرب و بلا

وہ جس نے لشکر اعدا کو بھی کیا سیراب
ہوئی تنگ اس پہ ہی آب وہوائے کرب و بلا

ہو شیر خوار جواں سال یا ضعیف العمر
ہر اک کو جامِ شہادت پلائے کرب و بلا

حیات وموت کے وہ فلسفے سے واقف ہے
جو ذہن ودل سے ہوا آشنائے کرب و بلا

یہ امتحان کا مرکز ہے دارِ فانی میں
جو چاہتا ہے بقا تجھ آئے کرب و بلا

اے میرے مولا عبّاسؑ

کی روضے کی جب بھی زیارت اے میرے مولا عبّاسؑ
مجھ کو ملی روحانی طاقت اے میرے مولا عبّاسؑ

شہروں شہروں چل کر آئے آپکے جو دروازے پر
پوری ہوئی ہے ان کی حاجت اے میرے مولا عبّاسؑ

ٹھکرایا سنسار نے جن کو ان کی بگڑی بات بنی
سوئی ہوئی جاگی ہے قسمت اے میرے مولا عبّاسؑ

آپ نے تو مخلوقِ خدا کو درس وفا کا ایسا دیا
دیکھ کے سب ہیں محو حیرت اے میرے مولا عبّاسؑ

بھائی کو آقا کہہ کے پکارا جیتے جی بھائی نہ کہا
کیسا انوکھا جذبۂ الفت اے میرے مولا عبّاسؑ

لپکے دکھایا نہر سے پانی رہ گئے ملتے ہاتھ عدو
آپ میں تھی لبریز شجاعت اے میرے مولا عباسؑ

رکھ کے لب دریا پہ قدم تو پانی کو سیراب کیا
سہتے رہے خود پیاس کی شدت اے میرے مولا عباسؑ

موت کو جب لبیک کہا شبیر کے زانوں پر تھا سر
کیسا ملن تھا وقتِ رخصت اے میرے مولا عباسؑ

تجمؔ کی بھی پوری ہو مرادیں لطف و کرم کے سائے میں
پیش ہیں یہ گلہائے عقیدت اے میرے مولا عباسؑ

عباسؑ

ریاض دیں کا مہکتا گلاب ہے عباسؑ
کہ رنگ و بو میں خود اپنا جواب ہے عباسؑ

ورق ورق پہ نظر آئے گا جہاں ایثار
وہ حرف حرف وفا کی کتاب ہے عباسؑ

قدم سے جس کے لرزتی ہے کربلا کی زمیں
وہ بے جگر پسر بو تراب ہے عباسؑ

وہ دشمنوں کی صفوں کو الٹ کے رکھ دے گا
پھریں جو دین سے اُن پر عتاب ہے عباسؑ

لب فرات سکینہ کی پیاس لے آئی
وگرنہ صبر کے شیشے کی آب ہے عباسؑ

شکست رن میں ہوئی ہے تو بے ضمیروں کی
شہید ہو کے بہت کامیاب ہے عباسؑ

ازل سے قلب میں جس کے رہی ولائے حسینؑ
وہ نقشِ فیضِ رسالت مآب ہے عباسؑ

سمندروں کا سکوت اس کی ٹھوکروں میں ہے
کتاب تشنہ دہانی کا باب ہے عباسؑ

ہو نجمؔ کو بھی عطا جام کوثر و تسنیم
غلام آپ کا خانہ خراب ہے عباسؑ

وفا عباسؑ کی

شہ کو تھی حاصل ولا عباسؑ
رن میں کام آئی وفا عباسؑ کی

جس کا علم و فضل میں ثانی نہیں
ہمسری ہو کیا بھلا عباسؑ کی

تیغ دشمن پر رہی باقی نہ آب
بندھ گئی ایسی ہوا عباسؑ کی

بھائی کو آقا ہی جانا عمر بھر
یہ تھی الفت کی ادا عباسؑ کی

کم بہتّر میں نہ تھا کوئی مگر
بات تھی سب سے جدا عباسؑ کی

کی علمداری کٹے شانوں سے بھی
تھی رضائے حق رضا عباسؑ کی

علقمہ کی سر پٹکتی موجوں سے
اب بھی آتی ہے صدا عباسؑ کی

نہر تک لائی سکینہ ہی کی پیاس
یہ محبت تھی چچا عباسؑ کی

نجمؔ اک تاریخ بن کر رہ گئی
رہتی دنیا تک وفا عباسؑ کی

امام جعفر صادقؑ

چھٹی ذہنوں کی تاریکی اجالوں کا پیام آیا
فقہ کی روشنی دینے اماموں کا امام آیا

درِ باقر پہ مجرائی ہوئے یوں صاحبِ ایماں
مبارک آپ کے گھر علم کا ماہِ تمام آیا

وہ اسمِ با مسمّیٰ خلد کی اک نہر ہے جعفرؑ
دلوں کو سیر کرنے وہ برائے تشنہ کام آیا

پکارا فاضل و صابر وطاہر کہہ کے دنیا نے
یہ جوہر ہر لقب کا جعفرِ صادق کے کام آیا

وہ شہرِ علم کا مینار بابِ علم کا درباں
علی کا علم لے کر نائبِ خیرالانام آیا

صفت پیشین گوئی کی عطا کی جس کو مولا نے
کہا جو آج اس نے کل وہ پیش خاص و عام آیا

امام حضرتِ جعفرؑ کے در سے جو ملا مجھ کو
رہِ فکر و عمل میں نجم وہ سب میرے کام آیا

امام زین العابدینؑ

ناتوانی میں بھی استقلال کی تصویر ہے
قوتِ حیدر کا حامل نائبِ شبیر ہے

کیا قیامت خیز ہے مظلوم کا جاہ و جلال
حق پرستی جسم پر زنجیر سے تحریر ہے

وارثِ قرآنِ ناطق کی زباں حق کی زباں
اس کی سیرت ہر حدیث پاک کی تفسیر ہے

ہیبت خطبات سے تھرّا گیا دربار شام
نطق کی معراج اس کی جرأتِ تقریر ہے

وہ محافظ دین کا نسلِ امامت کا امیں
اس کی ذاتِ محترم خود آیۂ تطہیر ہے

وہ مجسم زہد و تقویٰ عبد سے عابد ہوا
منبع ایماں سراپا نور کی تنویر ہے

راہِ حق میں کام آئے جسکے سب پیر و جواں
ہاں اسی کا ننھا بھائی اصغر بے شیر ہے

اس کے ہیں اقوال زرّیں رہنمائے زندگی
ذہن میں اترے نہ کیوں ہر لفظ پُر تاثیر ہے

نجؔم جس در سے ملائک کو ملے نانِ جویں
خیر سے اس کا گدا ہونا مری تقدیر ہے

ولادت زین العابدین

یک بیک بدلی فضا بارانِ رحمت ہو گئی
کس کی آمد باعثِ لطف و عنایت ہوگئی

گلشنِ اسلام میں اُمید کا غنچہ کھلا
جس کی خوشبو سے مدینے میں لطافت ہوگئی

ساقیِ کوثر کا وارث آ گیا لے کر وہ مے
خلق پھر سے آشنائے جامِ وحدت ہوگئی

ہو گئی سرسبز کشتِ ہاشمی و فاطمی
آج معصومِ چہارم کی ولادت ہو گئی

جگمگایا نور سے یوں خانۂ شاہِ زماں
روشن اُن کے در سے پھر شمعِ امامت ہوگئی

جو ہے ہم شکلِ علیؑ وہ ہے علیؑ ابن الحسنؑ
اس پہ قرباں اس لئے دادا کی سیرت ہوگئی

وہ ابولقاسمؑ !لقب جس کا ہے زین العابدین
اس سے تازہ دم حسینیت کی عظمت ہو گئی

ان گنت روزے رکھے اور پا پیادہ حج کیے
زندگی سجاد کی وقفِ عبادت ہو گئی

روز و شب تھا آپ کا معمول ہی صوم و صلوٰۃ
عمر ساری آپ کی نذرِ ریاضت ہو گئی

آپ تھے قرآن ناطق اور قاری اور فقیہ
آپ پر قرباں فصاحت اور بلاغت ہو گئی

مانگنے پر آپ نے دُشمن کو بخشی ہے پناہ
دیکھ کر شانِ کرم دُنیا کو حیرت ہو گئی

محو حیرت ہو گیا ہشام بن عبدالملک
جب بوقتِ حج بیاں شانِ امامت ہو گئی

سنگ اسود جب بڑھا خود دست بوسی کیلیے
منکشف سب پر امامت کی حقیقت ہو گئی

پھر تعارف میں قصیدہ فرزدق نے جب پڑھا
سید سجاد کی ظاہر صداقت ہو گئی

تھی عیاں ان کی جبیں سے معرفت کی روشنی
صاحب ایماں ہوئے جن کو ہدایت ہو گئی

فاطمہ زہرہ کے پوتے سبط ختم المرسلیں
تازہ ان کی ذات سے جود و سخاوت ہو گئی

دشمنی ہے کفر جن کا دوستی ایمان ہے
ہو گیا مومن وہ جس کو ان کی قربت ہو گئی

دشمنِ آلِ عبا تھے خود گرفتارِ بلا
تیرگی سے شام کی صبح امامت ہو گئی

کربلا سے نجمؔ پائی زندگی اسلام نے
دین حق کی آپ سے تابندہ عظمت ہو گئی

ننھا علی اصغر

سکینہ کہتی تھی رو کر علی اصغر علی اصغر
چلے آؤ ہے سونا گھر علی اصغر علی اصغر

کہاں سوتے ہو بولو بھی ذرا ہونٹوں کو کھولو بھی
میں پانی لائی ہو ں بھر کر علی اصغر علی اصغر

تمنا ہے یہی میری کھلاؤں تم کو گودی میں
تم آؤ گھٹنیوں چل کر علی اصغر علی اصغر

میں کس کے ساتھ کھیلوں اب کوئی ساتھی نہیں میرا
تم آئے یاد رہ رہ کر علی اصغر علی اصغر

نہ نیند آتی ہے راتوں کو نہ دن کو چین آتا ہے
ہوں زندہ سسکیاں لے کر علی اصغر علی اصغر

تری بہنا جو روتی ہے وہ اپنی جان کھوتی ہے
کہ خالی جھولا ہے گھر پر علی اصغر علی اصغر

مرے پاؤں میں چھالے ہیں تری صورت کے لالے ہیں
تجھے ڈھونڈوں کہاں جا کر علی اصغر علی اصغر

چچا عباس بھی ہیں اور تمہارے ساتھ بابا بھی
نہ گھبرانا کہیں دم بھر علی اصغر علی اصغر

ابھی کمسن ہو بھیّا تم بیاباں میں ہوئے ہو گم
جیوں کیسے یہ غم لے کر علی اصغر علی اصغر

اندھیرا ہو چلا ہے شام گزری رات آئی ہے
میں جاؤں گی تمہیں لے کر علی اصغر علی اصغر

امام زمانہ

ہے دل پارہ پارہ امام زمانہ
ظہور اب خدارا امام زمانہ

ہمیں غم نے مارا امام زمانہ
عطا ہو سہارا امام زمانہ

یہ الفاظ ہر اک کے ورد زباں ہوں
وہ آیا ہمارا امام زمانہ

ہم اپنی انا ہی کے مارے ہوئے ہیں
کسی نے نہ مارا امام زمانہ

اس امید نے آپ ہیں آنے والے
دیا ہے سہارا امام زمانہ

کرے نجم اپنی تباہی کا کب تک
نظر سے نظارا امام زمانہ

آ

تاریکیٔ باطل کو مٹانے کے لئے آ
لوحق کے چراغوں کی بڑھانے کے لئے آ

پھر دہر کو دے بوئے وفااے گلِ نرجسؑ
ویرانے کو گلزار بنانے کے لئے آ

اب عدل کے میزان کے پلڑے نہیں یکساں
انصاف کا مفہوم بتانے کے لئے آ

منزل سے ہے بھٹکا ہوا ہر ایک مسافر
گمراہ کو پھرراہ پہ لانے کے لئے آ

تفریق کی ہلچل میں ہے گم مردِ مسلماں
پھر درس اخوت کا پڑھانے کے لئے آ

ہر فرقہ کو دعویٰ ہے کہ جنت ہے اسی کی
سچ کیا ہے یہ دنیا کو بتانے کے لئے آ

آثارِ قیامت کے نظر آنے لگے ہیں
تو راہ صداقت کی دِکھانے کے لئے آ

اے مہدیٔ موعودؑ تو پردے سے ہو ظاہر
ہے تیرا زمانہ تو زمانے کے لئے آ

اب نجم کو ہر گام پہ ہے تیری ضرورت
اے رہبرِ کامل تو نہ جانے کے لئے آ

نذرِ امام عصر

وہ بظاہر چشمِ دنیا سے نہاں ہے آج بھی
ہاں مگر رہبر ہمارا بے گماں ہے آج بھی

ہوگا اس کا بالیقیں قربِ قیامت میں ظہور
متفق اس بات پر سارا جہاں ہے آج بھی

اس کو ورثہ میں ملا مشکل کشائی کا شرف
جو پسِ غیبت رفیقِ انس و جاں ہے آج بھی

اس گلِ نرجسؑ کی خوشبو سے معطر ہے فضا
گلستاں کہتا ہے جانِ گلستاں ہے آج بھی

درہم و برہم نظامِ زندگی ہے آیئے
عدل اور انصاف سے خالی جہاں ہے آج بھی

اے امام عصر ہم سب منتظر ہیں آپ کے
کیوں کہ بے سالار اپنا کارواں ہے آج بھی

نجم ابن عسکری کی ذات والا کو سلام
جو ہماری زندگی کی پاسباں ہے آج بھی

زینبؑ

جس کا ثانی نہیں وہ ثانیؑ زہرا زینب
بہن شبیر کی عابد کی مسیحا زینب

جس نے بچپن سے پڑھا علمِ لدُنی کا سبق
دانش و فہم میں ہے علم کا دریا زینب

جس کے بابا کو ملا ناطِق قرآں کا شرف
اس صحیفے کی ہے اک آیتِ عظمیٰ زینب

خادمہ تک پہ جہاں عرش سے خوان اُترے ہیں
باصفا کیوں نہ ہو مخدومۂ فِضّا زینب

خیبری عزم حلیمی حسنؑ صبرِ بتولؑ
جذبہ شبیر کا رکھتی ہے سراپا زینب

وہ محافظ تھی لٹے قافلے کی بعدِ حسین
مونسِ شامِ غریباں رہی تنہا زینب

بیٹے بھائی گئے ،ماں باپ گئے، نانا گئے
زخم کھا کھا کے بھی ہمت میں ہے یکتا زینب

ہو گیا شام کے دربار پہ سکتہ طاری
جب ہوئی دفترِ الفاظ میں گویا زینب

نجم چودہ سو برس بیت گئے ہیں پھر بھی
فخرِ نسواں کے ہے کردار میں زندا زینب

فِضّہ

وفا کی جس میں مہک ہے وہ پھول ہے فِضّہ
بہارِ گلشن آلِ رسول ہے فِضّہ

ہے نازاس پہ بہت ہاشمی گھرانے کو
وہ معتمد ہے بڑی بااصول ہے فِضّہ

کھلایا گود میں جس نے کئی اماموں کو
امینِ رازِ درونِ بتول ہے فِضّہ

جو تیز وتندھواؤں میں بھی رہی روشن
وہ شمعِ خانۂ بنت رسول ہے فِضّہ

کبھی دُعا کو اگر ہاتھ اُٹھ گئے اس کے
ندا یہ غیب سے آئی قبول ہے فِضّہ

پھر آئی جوش میں رحمت فلک سے خوان اترے
کریم دیکھتا کیسے ملول ہے فِضّہ

یہ نجم مرتبہ دیکھا کنیز زہرا ؑ کا
خدا کے فضل و کرم کا نزول ہے فِضّہ

سلام

کربلا میں ہے شجاعت دیدنی شبیر کی
دینِ حق کے کام آئی زندگی شبیر کی

آنکھ بھر آئی چلے نانا کا جب گھر چھوڑ کر
حاضری روضے پہ تھی یہ آخری شبیر کی

فوجِ دشمن کو کیا سیراب خود پیاسے رہے
بن گئی تاریخ یہ دریادلی شبیر کی

اک نظر میں حر کی دنیا ہی بدل کر رہ گئی
اس پہ جب چشمِ عنایت ہوگئی شبیر کی

جانتے تھے کتنے باعظمت ہیں فرزندِ رسول
ظالموں نے پھر بھی ناحق جان لی شبیر کی

دشمنانِ دیں کا کوئی نام لیوا تک نہیں
ہے دلوں پر حکمرانی آج بھی شبیر کی

فرضِ مومن ہے یہی اے نجم جو پانی پیئے
یاد رکھے کربلا میں تشنگی شبیر کی

جناب ابو طالب

نبیؐ کو گود میں جس نے کھلایا وہ ابو طالب
تھا جس کی شفقتوں کا سر پہ سایا وہ ابو طالب

بھتیجے کو پسر سے بڑھ کے سمجھا اور جیتے جی
ہمیشہ اپنے سینے سے لگایا وہ ابو طالب

رہا جائے اماں شعبِ ابی طالب محمدؐ کا
مصائب سے انہیں جسنے بچایا وہ ابو طالب

بھلا سکتا نہیں اسلام اس کی عظمتیں ہرگز
جو آڑے وقت اس کے کام آیا وہ ابو طالب

رضائے ربِّ کعبہ دیکھئے بی بی خدیجہ سے
نکاحِ مصطفیٰؐ جس نے پڑھایا وہ ابو طالب

علیؑ جو کُلِّ ایماں تھے ہوئے اس سُلب سے پیدا
جسے ہر شرک سے بیگانہ پایا وہ ابو طالب

اسے اے نجم ہم تو حاملِ ایماں سمجھتے ہیں
جو حامیِ پیمبر بن کے آیا وہ ابو طالب

رجب کا چاند

کب سے دکھا رہا تھا ہمیں انتظار چاند
آیا نظر اُفق پہ حسیں کیف بار چاند
وابستہ کر کے چار اماموں کے سلسلے
ماہِ رجب کو حق نے لگائے ہیں چار چاند

جس دم ہوا افق پہ منور رجب کا چاند
بھایا ہلال عید سے بڑھ کر رجب کا چاند
باقر، تقی ، نقی و علی کے ظہور کا
لایا فلک سے مژدہ زمیں پر رجب کا چاند

باب المُراد

جو سائل مانگتا ہے فاطمہ کے گھر سے ملتا ہے
یہی وہ در ہے حاجتمند کو جس در سے ملتا ہے

اسے باب المراد اس واسطے کہتا ہے ہر مومن
ملائک کو بھی تو نانِ جویں اس گھر سے ملتا ہے

پڑھا ہے جس نے قرآں اس نے اہلبیت کو سمجھا
پتہ عظمت کا ان کی سورۂ کوثر سے ملتا ہے

زباں ہی کیا کٹا دیتے ہیں حق پر اپنا سر تک بھی
وفا کا حوصلہ یہ میثم و قنبر سے ملتا ہے

کیا قاتل کو بھی شرمندہ اپنی مسکراہٹ سے
شجاعت کا سبق ننھے علی اصغر سے ملتا ہے

لعینوں کو نظر آیا نہ اُن میں کیسے قاتل تھے
کہ چہرہ تو علی اکبرؑ کا پیغمبر سے ملتا ہے

اُٹھائے کربلا میں کس طرح شبیر نے لاشے
پتہ صبر و رضا کا خونچکاں منظر سے ملتا ہے

کس کا تھا؟

معجزہ تھا یہ شہادت کا مگر کس کا تھا؟
سر نیزہ جو تلاوت میں تھا سر کس کا تھا؟

کیسے بے دین تھے قاتل جو نہ پہچان سکے
جو تھا ہم شکلِ نبیؐ نورِ نظر کس کا تھا؟

کون سا گھر تھا جہاں آ کے ستارہ اُترا
لی ملائک نے جہاں بھیک وہ در کس کا تھا؟

تیر کھا کر بھی رہی طفل کے ہونٹوں پہ ہنسی
تشنگی میں یہ شجاعت کا اثر کس کا تھا؟

جو تھا باطل کے اندھیروں میں اجالوں کا نقیب
وہ درخشاں بنی ہاشم کا قمر کس کا تھا؟

دولہا اک شب کا کفن باندھ کے گھر سے نکلا
نہ تھا قاسمؑ کا تو پھر ایسا جگر کس کا تھا؟

کربلا والوں نے سر دے کے بچایا حق کو
ورنہ اس راہ پہ اے نجم گزر کس کا تھا؟

منقبت آلِ نبیؐ

جہاں علم و عمل کی اتّقاء کی انتہا ہوگی
وہاں سے مدحتِ خیبر شکن کی ابتدا ہوگی

جہاں بھی جائیں گے وہ آپ ہی پہچانے جائیں گے
تعارف کی ضرورت ان کے دیوانوں کو کیا ہوگی

مسلماں یوں تو ہر وہ شخص ہے کلمہ جو پڑھتا ہے
مگر ایمان والا ہے وہی جس میں حیا ہوگی

نہ جاؤ کثرت و قلت پہ باطل کے پرستارو
وہیں حق فتح پائے گا جہاں پر کربلا ہوگی

زمانے میں برادر تو بہت مل جائیں گے گھر گھر
مگر عباسؑ جیسی ان میں کب بوئے وفا ہوگی

سلام اس ذات پر جس نے کیا یہ عزم میداں میں
نمازِ عشق تلواروں کی چھاؤں میں ادا ہوگی

خدا کے گھر کمی کس بات کی ہے تم نے سوچا بھی
خلوصِ دِل سے مانگو نجمؔ پوری ہر دُعا ہوگی

نوحہ

شمر کیا تجھ کو یہ معلوم نہ تھا پہلے سے
سر شبیر جھکے گا نہ جھکا پہلے سے

بیعت حق کے لئے رخت سفر باندھا تھا
ورنہ حق میں نہ تھی کوفے کی فضا پہلے سے

آ گئے سبط پیمبر اُسی خطے میں جہاں
منتظر آپ کی تھی کرب و بلا پہلے سے

شہ سے ملتے ہی نظر حُر کا مقدر جاگا
سامنے آ گیا قسمت کا لکھا پہلے سے

ذہن عباس میں تھی ننھی سکینہ کی جو پیاس
اس لئے نہر پہ پانی نہ پیا پہلے سے

شمع خیمے کی بجھا کر ہوئے گویا یوں امام
جس کو جانا ہے چلا جائے ذرا پہلے سے

نجم اک حشر بپا کر گئی عاشور کی شام
العطش کی تھی فضاؤں میں صدا پہلے سے

نوحہ

کیسے بھلا سکے گا کوئی غم حسینؑ کا
گہرائیوں میں دل کی ہے ماتم حسینؑ کا

ہر اک قدم پہ بادِ مخالف کے باوجود
لہرا رہا ہے آج بھی پرچم حسینؑ کا

اشکوں کے موتیوں پہ ہمیشہ رہے گی آب
غم یوں رہے گا قائم و دائم حسینؑ کا

جب تک دلوں میں غم کی دہکتی رہیگی آگ
ماتم کرے گی دیدۂ پرنم حسینؑ کا

تشنہ لبی میں بھی نہ قدم ڈگمگا سکے
ہے دیدنی یہ صبر کا عالم حسینؑ کا

حق کی رضا پہ ظلم و ستم تو سہے مگر
ظالم کے آگے سر نہ ہوا خم حسینؑ کا

کیا سرخ رو نہ ہوگا وہ میدان حشر میں
جو نجمؔ نام لیوا ہے ہردم حسینؑ کا

ماہِ محرم

جب چاند محرم کا اُفق پر نظر آیا
سینے میں اُترتا ہوا خنجر نظر آیا

اک ہوک اُٹھی دل میں چھلکنے لگی آنکھیں
چودہ سو برس پہلے کا منظر نظر آیا

یوں چشم تصور میں پھرا سب کا سراپا
ان میں کوئی قاسم کوئی اکبر نظر آیا

بے ساختہ ظالم نے کیا تیر سے اک وار
جب سامنے ننھا علی اصغر نظر آیا

شانے تھے قلم پھر بھی علم کو نہیں چھوڑا
باحوصلہ عباسؑ دلاور نظر آیا

ہمت سے لڑے رن میں حبیب ابن مظاہر
بچ کر نہ گیا جو بھی ستم گر نظر آیا

چہروں پہ شکن ہے نہ لبوں پر کوئی شکوہ
مظلوم ہر اک صبر کا پیکر نظر آیا

منظر یہ قیامت کا بھی دیکھا شبِ عاشور
بوڑھوں کی طرح سبطِ پیمبر نظر آیا

اک بولتا قرآن تھا مصروفِ تلاوت
شبیرؑ کا نیزہ پہ چڑھا سر نظر آیا

اے انجم تھی ہر لب پہ صدا ہائے حُسینا!
یہ کرب و بلا کا ہمیں منظر نظر آیا

جشن ولادت

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

ارضِ مدینہ جھوم اُٹھی پا کے یہ خوشی
دروازۂ نقیؑ پہ فرشتے ہیں مجرئی

آئی پلٹ کے گلشنِ اسلام میں بہار
مژدہ سنا رہی ہے چٹک کر کلی کلی

سوسن نصیبہ ور ہے یہ ہر گل کو رشک ہے
آغوش میں جو اس کے ہے ننھا سا عسکری

ثابت ہوا ہے کتنا مبارک رجب کا چاند
لایا ہے پھر محافظِ دینِ محمدی

اس ذات باصفات کے القاب بھی ہیں خوب
ناصح ،فقیہ ،طیّب و ہادی ،امیں ،نقی

کی فرشِ سنگِ گرم پہ اس نے ادا نماز
یوں قیدِ سامرہ میں گزاری ہے زندگی

اوروں کے قرض اُسنے اُتارے ہیں لیکے قرض
ہر گام مومنین کی حاجت روائی کی

اس نے ملوکیت کی اُڑائی ہیں دھجیاں
نظروں میں اس کی ہیچ تھا تاجِ شہنشہی

نسلِ حسینؑ سے تھا درندے نہ چھو سکے
اس امتحاں میں شاہ کو خود مات ہوگئی

در اصل مرتضٰی کے گھرانے کا فرد تھا
بے مثل ہے صفات میں ولیوں کا ہے ولی

میں ہوں محبّ آلِ نبیؐ نجم اس لئے
صدقے میں ان کے دولتِ دنیا و دیں ملی

جشنِ شیرخوار

شیر خوار کو بھیجا ماں نے رن میں سمجھا کر
باپ کو بچا لینا تیر حلق پر کھا کر

دھجیاں اُڑائی ہیں اس نے ہنس کے بیعت کی
لشکرِ یزیدی بھی رہ گیا ہے شرما کر

پہلے گھر میں جھولے سے گر کے کہہ دیا لبیک
ہنستے ہنستے پھر رن میں جان دی ہے تتلا کر

دیکھتے ہیں حسرت سے رن میں حضرت شبیر
پھول ان کے ہاتھوں میں رہ گیا ہے مرجھا کر

کاش ہم سے بجھ پاتی پیاس ننھے اصغر کی
موج موج دریا کی کہہ رہی ہے پچھتا کر

دور ارتقا سے بھی یہ سوال ہے میرا
کر سکے تو اصغر کا اک جواب پیدا کر

کیسی کیسی عمروں میں کربلا کے پروانے
شمعِ حق کی لو پر خود جل رہے ہیں آ کر

اہلبیت اطہر نے دینِ حق بچانے کو
زندگی گزاری ہے ہر قدم پہ غم کھا کر

تجمؔ جنکے صدقے میں ہم نے زندگی پائی
ایک نعرۂ صلواۃ! ان پہ پھول برسا کر

امام محمد تقیؑ

یوم الورود امام محمد تقیؑ کا ہے
یہ آج جشنِ عام محمد تقیؑ کا ہے

ساقی لنڈھا رہا ہے مے عشق لم یزل
رندو !اٹھاؤ جام محمد تقیؑ کا ہے

جس نے دیا خلیفۂ مامون کو سبق
بچپن سے یہ مقام محمد تقیؑ کا ہے

وہ حرف حرف آیۂ قرآں کا ترجماں
جو حق کا ہے کلام محمد تقیؑ کا ہے

میرے لئے کتاب ہے وہ سب سے محترم
تحریر جس پہ نام محمد تقیؑ کا ہے

دی اپنے علم و فضل سے اسلام کو جلا
تبلیغِ دیں ہی کام محمد تقیؑ کا ہے

ابن علی رضا ہیں امامت کے سر کا تاج
درجہ نواں امام محمد تقیؑ کا ہے

صبرِ حسینؑ، حلمِ حسنؑ، قوتِ علی
یہ حسنِ امتزاج محمد تقیؑ کا ہے

اس کو نہ ہوگا خوفِ جہنم سے واسطہ
اے نجم جو غلام محمد تقیؑ کا ہے

ولادت امام عصر

فضا میں پھیلی ہے بوئے نرجس کلی کلی مسکرا رہی ہے
ولادتِ ابن عسکری کی یہ قوم خوشیاں منا رہی ہے

امامِ مہدی ہیں حجتہ اللہ وہ رہبرِ دینِ مصطفٰےؐ ہیں
سبھی اماموں سے ان کی لیکن ادائے حجت جدا رہی ہے

ملے ہیں آغوشِ مادری سے جواہراتِ علوم وحکمت
انہیں کی پرنور ذات پردے سے اپنے جلوے دکھا رہی ہے

جہاں میں میزان عدل کے آج دونوں پلڑے نہیں برابر
بگڑ گئی منصفوں کی نیت تمہیں عدالت بلا رہی ہے

یزید دوراں سے آج بھی حق پرست سینہ سپر ملیں گے
حسینیوں کے لئے تو دنیا ہمیشہ اک کربلا رہی ہے

ہر ایک فرقہ کو ہے یہ دعویٰ کہ اس کی عقبٰی ہے اس کی جنت
امام عالی بتائیے گا یہ کس کے حصے میں آرہی ہے

ہوئے علامات حشر ظاہر ہے غلبۂ کفر جم ، ہرسو
امامِ برحق کو جلد بھیجے خدا سے یہ التجا رہی ہے

قرآن مجید

محترم اس واسطے ہر لمحہ ہے رمضان کا
یہ مہینہ ہے نزولِ آیۂ قرآن کا

بندۂ مسلم کرے پابندیٔ صوم و صلوۃ
لیتا ہے ماہِ مبارک امتحاں ایمان کا

اس صحیفے کی ہر آیت رہنمائے زندگی
اس کا ہر پارہ ہے جز اللہ کے فرمان کا

پڑھ لیا جس نے سمجھ کر اور کیا اس پر عمل
اس پہ جادو چل نہیں سکتا کبھی شیطان کا

لا نہ پایا کوئی اسکے ایک سورہ کا جواب
مان لیں ہم کیسے اس کو پھر کلام انسان کا

باوضو ہو کر بلا ناغہ تلاوت کیجئے
بن کے رہ جائے نہ یہ جز طاق اور جزدان کا

تاقیامت نجمؔ اس میں فرق آ سکتا نہیں
زندۂ جاوید اک اک حرف ہے قرآن کا

قرآن کریم

لفظ اِقراء سے ہوئی ہے ابتدا قرآن کی
جائے پیدائش بنا غارِ حرا قرآن کی

ماہِ رمضاں میں نزولِ آیۂ قرآں ہوا
وجہ ہے ذاتِ محمدؐ مصطفیٰ قرآن کی

جس میں اک نکتہ کی بھی تحریف ہو سکتی نہیں
یہ صفت ہے مرحبا صلّی علیٰ قرآن کی

اس کی عظمت کا ہے یہ بھی ایک آفاقی ثبوت
کر رہا ہے ربِ دو عالم ثنا قرآن کی

اس کا نقش جاوداں مٹ جائے ممکن ہی نہیں
کر رہا ہے خود حفاظت جب خدا قرآن کی

ہے یقیں کامل شفا ہو جائے گی بیمار کو
دیکھیے حسنِ عقیدت سے ہوا قرآن کی

تیرہ و تاریک گوشوں کو منور کر دیا
جس جگہ دُنیا میں پہنچی ہے ضیا قرآن کی

غور سے پڑھیئے اسے با معنی و با التزام
خوبیاں کھل جائیں گی معجز نما قرآن کی

نجم بیشک ہے مکمل یہ کتابِ زندگی
کامراں ہے راہ پر جو بھی چلا قرآن کی

قرآن و اهلبیت

آخری حج سے پیمبر کی ہوئی جب واپسی
رُک کے مجمع سے یہ فرمایا کہ سن لیں اُمتی

قیمتی شے چھوڑے جاتا ہوں تمہارے درمیاں
اِن میں اِک قرآن ہے اور دوسرے آلِ نبیؐ

دونوں عالی مرتبت ہیں ان کا کرنا احترام
تم نہ بھٹکو گے کبھی ان سے اگر غفلت نہ کی

فرقہ بندی نجمؔ مٹ سکتی ہے صرف اس شکل میں
ہم کریں اسلام کے ارکان کی سب پیروی

قرآن کر رہا ہے ثنائے ابو تراب ؑ

وہ دن دکھائے کاش! ثنائے ابو تراب
مجھ کو نجف بلائے خدائے ابو تراب

جس خوش نصیب پر ہو عطائے ابو تراب
ذرے کو آفتاب بنائے ابو تراب

حاجات پوری ہوتی ہیں باب المراد سے
کیوں جائے غیر در پہ گدائے ابو تراب

جھٹلائے اس کے قول کو کس کی ہے یہ مجال
قرآن کر رہا ہے ثنائے ابو تراب

ہجرت کے وقت بستر سرور پہ سو گئے
تاریخ بن گئی ہے وفائے ابو تراب

دعوت ہو ذوالعشیرہ کی یا ہو مباہلہ
بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائے ابوتراب

دشواریاں حیات کی رہتی ہیں اس سے دور
جس کے دماغ و دل میں سمائے ابوتراب

میرے مشامِ جاں کو یہ رکھتی ہے عطر بیز
کافی ہے مجھ کو بوئے قبائے ابوتراب

منجھدار سے پکار لے اس کو جو ناخدا
کشتی کو اس کی پار لگائے ابوتراب

اے نجم بارگاہِ امامت میں ہوں قبول
میں نے کہے جو شعر برائے ابوتراب

اللّٰہ اکبر

کربلا میں منہ کی کھائی حرملا کے تیر نے
مسکرا کر زعم توڑا اصغرِ بے شیر نے

جان دے کر زندگی بخشی نئی اسلام کو
دین نانا کا بچایا حجت شبیر نے

کہکے جب اللہ اکبر رن میں حق والے بڑھے
منکروں کے ہوش اُڑائے نعرۂ تکبیر نے

کیسا استقلال تھا وہ عابدِ بیمار کا
کس لیا تھا جب کہ جسمِ ناتواں زنجیر نے

یہ سعادت بھی ہر اک انسان کو حاصل کہاں
تجھ کو حرؑ جنت میں پہنچایا تری تقدیر نے

مرحبا اے ثانیِ زہراؑ سرِ دربارِ شام
کر دیا بیدار ذہنوں کو تری تقریر نے

رنگ لا کر ہی رہا خونِ شہیدِ کربلا
تجھ بدلے ذہن و دل ایمان کی تاثیر نے

متفرقات

ولادتِ فاطمہ زہراؑ

خوشا اے مومنو! بارانِ رحمت ہونے والی ہے
خدا کی اپنے بندوں پر عنایت ہونے والی ہے
فرشتے جھومتے ہیں آسماں پر شاد ہے دنیا
نبیؐ کے گھر میں زہراؑ کی ولادت ہونے والی ہے

باصفا ہیں فاطمہؑ

انگنت القاب ہیں معصومہ کونین کے
اپنے کردار و عمل سے باصفا ہیں فاطمہؑ
نجم بخشش کو ہے کافی ان کا دامانِ کرم
ساتھ احمدؐ کے سرِ روزِ جزا ہیں فاطمہؑ

علیم و لائق صد احترام ہے زہراؑ
نسائیت کے تقدس کا نام ہے زہراؑ
علی کی زوجہ حسن اور حسین کی مادر
نبیؐ کی دختر اعلیٰ مقام ہے زہراؑ

ولادتِ اصغر

گلفشاں ہے ہر چہرہ جشن کی خبر پا کر
جھوم اٹھی مسرت سے کائنات اٹھلا کر
ہے ولادتِ اصغرؑ کیوں نہ شاد ہوں شبیرؑ
تہنیت ملائک بھی دے رہے ہیں آ آ کر

جائے پیدائش

خسر جس کے محمدؐ اور خوش دامن خدیجہ ہے
یونہی وہ عالم اسلام میں سب کا چہیتا ہے
بتاؤ یہ شرف اس کے سوا حاصل ہوا کس کو
علیؑ وہ ہے کہ جس کی جائے پیدائش ہی کعبہ ہے

اقوالِ زریں زین العابدینؑ

ہر کارِ غلط ناداں مرنے کی علامت ہے
ترغیب گناہوں کی دینا بھی ہلاکت ہے

نہ بے وقوف کی صحبت تم اختیار کرو
اور اس عمل سے نہ خود کو ذلیل و خوار کرو

جو مال و زر پہ کسی کی نگاہ کرتا ہے
وہ جب بھی مرتا ہے ہو کر فقیر مرتا ہے

جشنِ امام ولادتِ علی نقیؑ

وردِ زباں ہر اک کے ہے نامِ علی نقیؑ
مستی میں جھومتے ہیں غلامِ علی نقیؑ
ہے اہتمامِ جشنِ طرب تجمّم اس لئے
پیدا ہوئے ہیں آج امامِ علی نقیؑ

ایمان ابو طالب

ازل سے تا ابد جاری ہے فیضانِ ابو طالب
بھلا سکتا نہیں اسلام احسانِ ابو طالب
نبیؐ کا تھا محافظ کون یہ معلوم ہے پھر بھی
نہ سمجھے کور باطن کیا ہے ایمانِ ابو طالب

ذکر حسین ابن علیؑ

اے مومنو! یہ صاف ہے فرمان نبیؐ کا
جو ہے مرے پیارے کا تو میں بھی ہوں اسی کا
گونج اٹھتی ہے خاموش فضا صلی علیٰ سے
جس بزم میں ہو ذکر حسینؑ ابن علی کا

عونؑ و محمدؑ

اسلام کے تابندہ گہر عونؑ و محمدؑ
زینبؑ کے ہیں یہ لختِ جگر عونؑ و محمدؑ
ہے دین پہ نانا کے بہاران کے لہو سے
وہ باغ نبیؐ کے گل تر عونؑ و محمدؑ

لقب تو شیر خدا شاہ بحر و بر سے ملا
ثبوت آیۂ قرآن معتبر سے ملا
خدا کو پایا علی کے یہاں خدا کی قسم
علیؑ کو دیکھا تو وہ بھی خدا کے گھر سے ملا

امامت کو امام

جذبہ و لہجہ بلالی ہوازاں کے واسطے
سجدے ہوں خوشنودیٔ ربِ جہاں کے واسطے
آئیں گے بیت المقدس میں امامت کو امام
ہے عبادت فرض ہر پیر و جواں کے واسطے

عزاداری

کسی کو ذکرِ مولیٰ سے دل آزاری نہیں ہوتی
گوارہ پھر بھی لوگوں کو عزاداری نہیں ہوتی
زمانہ بھول جاتا واقعاتِ کربلا مفتی!
عزاخانوں میں یہ بدعت اگر جاری نہیں ہوتی

تشنہ دہن

جو صبر میں شاگرد ہے عباسِ جری کا
وہ ابن حسن دیکھئے پوتا ہے علیؑ کا
تلوار سے قاسمؑ کی نہ بچ پائیں گے دشمن
اس تشنہ دہن بچے پہ سایہ ہے نبیؐ کا

عیدِ غدیر

پردہ کو درمیاں سے اُٹھایا رسولؐ نے
پیغام حق جہاں کو سنایا رسولؐ نے
ہاتھوں پہ پھر علی کو اُٹھا کر غدیر میں
یہ میرا جانشیں ہے بتایا رسولؐ نے

ولادت امام زمانہ

یہ ہم ایمان رکھتے ہیں وہ جب بھی مہرباں ہوگا
چھٹے گی تیرگی باطل کی پھر روشن جہاں ہوگا
امام عصر کا دیدار ہوگا بالیقیں اک دن
اٹھے گا غیب کا پردہ وہ نورِ حق عیاں ہوگا

احسانِ ابوطالب

بھلا سکتا نہیں اسلام احسانِ ابو طالب
ازل سے تا ابد جاری ہے فیضانِ ابوطالب
نبیؐ کا ہے محافظ کون یہ معلوم ہے پھر بھی
نہ سمجھے کور باطن کیا ہے ایمانِ ابو طالب

ولائے حسینؑ

وہ شخص کیوں نہ دل و جاں سے ہو فدائے حسینؑ
جسے نصیب سے مل جائے خاکپائے حسینؑ
مقام حر ہی نے سمجھا رکوع و سجدہ کا
نماز عشق حقیقت میں ہے ولائے حسینؑ

ولادت عباسؑ

ہر سمت رحمتوں کا عجب اہتمام ہے
اُمّ البنین کے یہاں اک جشن عام ہے
پیدا ہوا ہے آج کوئی پیکر وفا
اس بازوئے حسین کا عباس نام ہے

باغِ حسینؑ میں وہ کھلی نرگسی کلی
اشکِ خوشی سے پلکیں ہوئیں سب کی شبنمی
خوشیوں کے چار سال مصائب میں کٹ گئے
پروان چڑھ سکی نہ سکینہ کی زندگی

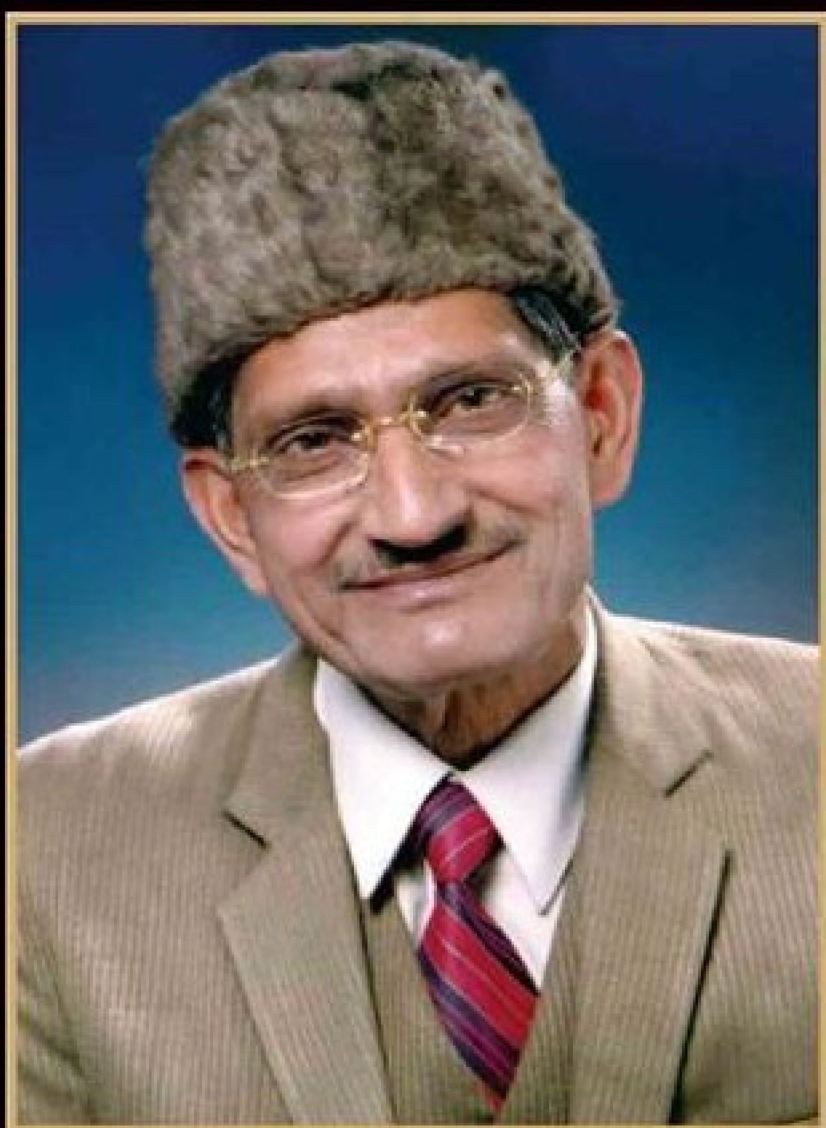
آل نبیؐ کے ساتھ چلے غم کے سلسلے
خوشیاں قلیل ان کو مصائب بہت ملے
مرجھا گئے سکینہ و اصغر سے خوبرو
شبیر کے چمن میں جو تھے غنچے بن کھلے

دے گئے مات جواں مردیہاں لشکر کو
خون سے اپنے شفق رنگ کیا منظر کو
اُن شہیدانِ حق آگاہ کی روحوں کو سلام
جان جو دے گئے لیکن نہ جھکایا سر کو

جس نے خلوص دل سے پکارا علیؑ علیؑ
آئے ہیں بن کے اس کا سہارا علیؑ علیؑ
جس دِن بھی تجمّم آئے گا ذہنوں میں انقلاب
ہر شخص یہ کہے گا ہمارا علیؑ علیؑ

جلنے والے دل اپنا جلاتے رہے
اور محبّ علی مسکراتے رہے
ان کی قسمت میں تھی بغض کی تیرگی
ہم تو جشنِ غدیری مناتے رہے

ثنائے خدا و نبیؐ کہنے والے
ہیں مومن علیؑ کو ولی کہنے والے
ملی ہے اُنہیں تجمّم عرفاں کی دولت
ہوئے ہیں ولی یا علیؑ کہنے والے



نجؔم مظفّرنگری